بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ
وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا
يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۝ سب خوبیاں اللہ کو کہ اسی کا مال ہے
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور وہی ہے حکمت
والا خبردار ۝ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا
ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی ہے مہربان بخشنے والا ۝ اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ
آئے گی تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا
اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی
مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے ۝ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام
کئے یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۝ (۳۴/۱تا۴ * ت: ک)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ (ضیاء القرآن)
اس کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں ہر چھوٹی اور بڑی چیز کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ مالک بھی وہی ہے
اور ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے جو زیبائی، جو خوبی کہیں نظر آرہی ہے اسی کے لطف و کرم کا
پرتو ہے۔ جو جمال و کمال کسی میں پایا جاتا ہے اسی کے حسن ازلی کی جلوہ نمائی ہے اس لئے ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی مستحق
☆ صرف اس جہان فانی کی ہر چیز اسی کی نہیں بلکہ عالم آخرت کی ہر شے کا خالق و مالک بھی وہی ہے۔
وہاں بھی اسی کی حکمرانی ہوگی جو نعمت کسی کو ملے گی اسی کے جود و عطا کا کرشمہ ہوگا اس لئے وہاں
بھی ہر قسم کی حمد و ستائش کا سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے ☆ اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد، ہر کام اور اس کا

2445

شریعت کا ہر قانون بلکہ قضا و قدر کے سارے فیصلے اس کی حکمت و دانائی کے آئینہ دار ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کے حالات و ضروریات سے پوری طرح باخبر ہے۔ (ضیاء القرآن)

۲۔ وہ جانتا ہے اس چیز کو جو زمین کے اندر داخل ہوتی ہے مثلاً بارش کا پانی زمین کے مسامات کے اندر داخل ہوتا ہے یا مردے یا خزانے دفینے وغیرہ* اور اس چیز کو جو زمین سے نکلتی ہے یعنی سبزہ مختلف دھاتیں کنووں اور چشموں سے پانی۔ پھر قیامت کے دن مردے بھی زمین سے نکلیں گے* اور اس چیز کو جو آسمان سے اترتی ہے جیسے بارش، کڑکا، بجلی، ملائکہ، اللہ کی کتابیں، مقادیر، خلق، رزق، طرح طرح کی برکتیں اور بلائیں* اور اس چیز کو جو آسمان میں چڑھتی ہے جیسے ملائکہ، بندوں کے اعمال اور دعائیں* اداء شکر میں بندوں سے جو قصور ہوتا ہے اس کو معاف کرنے والا ہے۔ (تفسیر مظہری)

۳۔ "اور کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمایئے "کیوں نہ آئے گی"۔ آپ بھی قسم کھا کر فرمایئے مجھے اپنے پروردگار کی قسم۔ (کفار نے لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہا تھا قیامت نہیں آئے گی) "تمہارے پاس قیامت ضرور آئے گی"۔ چوں کہ قیامت غیب سے متعلق ہے اور غیب سب کے سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے دور نہیں اور اس سے پوشیدہ نہیں ہر وہ شے جس سے کسی دوسری شے کو تولا جائے بقدر ذرہ یا چھوٹی چیونٹی کے برابر کی چیز۔ آسمانوں میں نہ زمینوں میں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اجسام کو بھی جانتا ہے اور ارواح کو۔ اور مثقال سے کوئی چھوٹی ہو اور کوئی اس سے بڑی ہو* مذکورہ بالا اشیاء مثبت و مسطور ہیں لوح محفوظ میں اس لئے کہ وہی ہر شے کو ظاہر کرنے والی ہے۔ قیامت اس لئے آئے گی تاکہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جزا دے وہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح سے موصوف ہیں اسی سبب سے ان کے لئے مغفرت ہے یعنی گناہوں کا ڈھانکنا جو ان سے صادر ہوا ایسے جیسا دنیا کپڑوں کے رنگ سے خطا پوشی ہوتا ہے اور اچھا رزق کہ جو بلا تکلیف اٹھانے اور کسی کا احسان اٹھائے بغیر حاصل ہو۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ۞ یَلِجُ : داخل ہو جائے، داخل ہوتا ہے ۞ یَخْرُجُ : وہ چڑھتا ہے، وہ چڑھے گا یعنی لوٹے گا ۞ لَتَأْتِيَنَّكُمْ : وہ تمہارے پاس ضرور آئے گی ۞ یَعْزُبُ : غائب نہیں ہے ۞ مِثْقَالُ : ہم وزن، برابر ۞

تفہیمی خلاصہ ۞ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کا آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہی ان کا مالک ہے آخرت میں بھی اسی کی حمد و ستائش ہے اور وہ بڑی حکمت والا اور ہر چیز سے باخبر ہے ۞ زمین میں جو کچھ

جاتا ہے اور جو باہر آتا ہے آسمان سے جو کچھ اترتا اور چڑھتا ہوتا ہے وہ سب سے واقف ہے وہی بڑا مہربان اور
بہت بخشنے والا ہے ۝ کفار کہا کرتا کہ ہم پر قیامت بپا نہ ہوگی آپ فرما دیں کہ کیوں نہیں آئے گی قیامت
میرے پروردگار کی قسم یقیناً تم پر قیامت آئے گی میرا رب غیب جاننے والا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں
ذرہ آسمانوں کا ہو یا زمین کا خواہ ذرہ برابر یا اس سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو
یعنی لوح محفوظ میں ہے ۝ یہ اس لئے کہ انھیں اجر عطا فرمائے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انہی
کے واسطے بخشش اور باعزت روزی ہے ۝

وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ
أَلِيمٌ ۝٥ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝٦ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ
جَدِيدٍ ۝٧ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝٨ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ
الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً
لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ۝٩ ع

اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے کی کوشش کرتے پھرتے ہیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے ۝٥ اور
جن کو وہ علم دیا گیا ہے جو آپ کی طرف آپ کے رب کے پاس سے نازل ہوا وہ اس کو حق جانتے ہیں اور
جن کو اس چیز کا علم دیا گیا ہے جو تیرے رب کے پاس سے بھیجی گئی وہ زبردست خوبیوں والے کا
رستہ دکھاتا ہے ۝٦ اور کافر کہتے ہیں کہ (آؤ) ہم تم کو ایک ایسا شخص بتائیں جو تم کو بتاتا
ہے کہ جب تم مر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے ۝٧ کیا اس نے
اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے یا اس کو جنون ہے (یہ کچھ بھی نہیں) بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان
نہیں رکھتے ہیں (خود) مصیبت اور بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں ۝٨ کیا وہ آسمان اور زمین کو جو
ان کے آگے اور پیچھے سے محیط ہے نہیں دیکھتے اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر
آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیں اس میں خدا کی طرف رجوع کرنے والے بندے کے لئے بڑی نشانی ہے ۝٩

(۳۴/۵ تا ۹ * ت : ج)

٥ - جو لوگ ہماری آیتوں کو غلط ثابت کرنے اور جھٹلانے میں شب و روز کوشاں رہتے ہیں اور اس طرح وہ ہمیں مغلوب
کرنا چاہتے ہیں * ہم تو بار بار اس امر کا اعلان کر رہے ہیں کہ قیامت آئے گی انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا
اور وہاں کے اعمال کے بارے میں ان سے باز پرس ہوگی۔ لیکن یہ لوگ ان آیتوں کو جھٹلانے میں کوشاں ہیں۔ اس طرح
(گویا) وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنا ارادہ بدل دیں گے اور قیامت برپا کرنے کا فیصلہ منسوخ کر دیں گے۔ ہمارا یہ فیصلہ

2448

قطعی ہے اور ہماری حکمت بالغہ کا یہ تقاضا ہے کہ قیامت قائم ہو۔ نیکوں کو ان کی نیکیوں کا اجر ملے اور سرکش اپنے کرتوتوں کی سزا پائیں۔

۶۔ یہاں "یَرَی" بمعنی یَعْلَمُ مستعمل ہے۔ "اوتوا العلم" سے مراد صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے ایماندار لوگ یا اہل کتاب کے وہ علماء جو قرآن پر ایمان لے آئے۔ "حَمِیْد" کا معنی علامہ آلوسی نے کیا ہے: المحمود فی جمیع شئونہ۔ جو اپنی تمام شانوں میں تعریف و ستائش کا مستحق ہو (روح المعانی)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے پیہم انکار کے باوجود قیامت سے ڈراتے تو وہ ازراہ تعجب اپنے دوستوں سے یہ باتیں کرتے اور وقوع قیامت کو محال ثابت کرنے کے لئے بڑی لمبی اڑان سے کام لیتے۔

(ضیاء القرآن)

۸۔ "کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے سودا ہے۔" جو وہ ایسی عجیب و غریب باتیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس مقولہ کا رد فرمایا کہ یہ دونوں باتیں نہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں سے مبرا ہیں۔ "بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے" یعنی کافر بعث و حساب کا انکار کرنے والے۔ "عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔"

۹۔ "تو کیا انہوں نے نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین" یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان و زمین کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر طرف سے احاطہ میں ہیں اور زمین و آسمان کے اقطار سے باہر نہیں جا سکتے اور ملک خدا سے نہیں نکل سکتے اور انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں انہوں نے آیات اور رسول کی تکذیب و انکار کے دہشت انگیز جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے خوف نہ کھایا اور اپنی اس حالت کا خیال کر کے نہ ڈرے۔ "ہم چاہیں تو انہیں" ان کی تکذیب اور انکار کی سزا میں قارون کی طرح۔ "زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس میں" غور و فکر "نشانی ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے"

(کنز الایمان۔ حاشیہ)

لغوی اشارے ○ سَعَوْ: کوشش کی ○ مُعٰجِزِیْنَ: ہرانے والے، عاجز بنا دینے والے ○ نَدُلُّکُمْ: ہم تم کو بتلاتے ہیں ○ مُمَزَّقٍ: ٹکڑے ٹکڑے کرنا ○ نَخْسِفْ: ہم دھنسا دیں گے ○ نُسْقِطْ: ہم گرا دیں گے ○ کِسَفًا: ٹکڑے ○ مُنِیْب: اللہ کی طرف رجوع کرنے والا، خلوص کے ساتھ توبہ کرنے والا، اللہ کی طرف لوٹنے والا

2449

تفہیمی خلاصہ ۞ ان کم نصیبوں کے لئے بدترین ہیبت ناک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں
اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو شکست دے کر ہرانا چاہتے ہیں ۞ جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم و نظر سے سرفراز کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے وہ یقیناً رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بالکل حق ہے اور عزیز و حمید کے راستہ
کی طرف رہبری کرتا ہے ۞ قیامت کا انکار کرنے والے یہ کہا کرتے ہیں اپنے ساتھیوں سے کہ کیا ہم ان کا جو تمہیں
باخبر کرتے ہیں کہ تمہارے خاتمہ کے بعد جب تم خاک میں ملکر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں نئے سرے سے زندہ
پیدا کیا جائے گا ۞ یا تو اس شخص نے جان بوجھ کر اللہ پر افترا کیا اور جھوٹا بہتان باندھا ہے یا اسے
جنون ہے (حالانکہ ان میں سے کوئی بات واقعی نہیں) بلکہ وہ اشخاص جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔
آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ بڑی مصیبت یعنی آنے والے عذاب اور آج کی گمراہی میں مبتلا ہیں ۞ کیا وہ
نہیں دیکھتے کہ ان کے آگے اوپر آسمان اور سامنے نیچے زمین نے انہیں محیط کر رکھا ہے اگر اللہ تعالیٰ
غضب و عذاب کر دے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں یا آسمان پر سے ان پر ٹکڑے برس جائیں
درحقیقت اس میں واضح نشانیاں ہیں اس بندہ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے ۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ
الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۖ اِنِّيْ
۱۰ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا
۱۱ شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ
بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ ۱۲
يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ
رّٰسِيٰتٍ ۖ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝

بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی (ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! تسبیح کرو اس کے ساتھ مل کر اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا نیز ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا ○ (اور حکم دیا) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور (ان کے) حلقے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھو۔ اور (اے آلِ داؤد نیک کام کیا کرو۔ بلا شبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے خوب دیکھ رہا ہوں ○ اور ہم نے مسخر کر دی سلیمان کے لئے ہوا اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی ہوتی اور ہم نے جاری کر دیا ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور کئی جن (ان کے تابع کر دیے) جو کام میں جتے رہتے ان کے سامنے ان کے رب کے اذن سے اور جو سرتابی کرتا ان میں سے ہمارے حکم (کی تعمیل) سے تو اسے ہم چکھاتے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب ○ وہ بناتے آپ کے لئے جو چاہتے پختہ عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں اے داؤد کے خاندان والو! (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں جو شکر گزار ہیں۔ (۳۴/۱۰ تا ۱۳ * ت: ض)

۱۰۔ "اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا" یعنی نبوت اور کتاب اور کہا گیا ہے ملک اور قول یہ ہے کہ حسن صوت وغیرہ تمام چیزیں جو آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم۔ "اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو" جب وہ تسبیح کریں ان کے ساتھ تسبیح کرو چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح کی جاتی اور پرندے جھک آتے یہ آپ کا معجزہ تھا۔ "اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا" کہ آپ کے

دست مبارک میں آکر مثل موم یا گندھے ہوئے آٹے کے نرم ہو جاتا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کے اور بغیر
ٹھونک پیٹے بنا لیتے اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا یہ طریقہ
تھا کہ آپ لوگوں کے حالات کی جستجو کے لئے اس طرح نکلتے کہ لوگ آپ کو نہ پہچانیں اور جب کوئی آپ کو ملتا اور
آپ کو نہ پہچانتا تو اس سے آپ دریافت کرتے کہ داؤد کیسا شخص ہے سب لوگ تعریف کرتے اللہ تعالیٰ نے ایک
فرشتہ بصورت انسان بھیجا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے بھی حسب عادت یہی سوال کیا تو فرشتہ نے کہا کہ
داؤد ہیں تو بہت ہی اچھے آدمی کاش ان میں ایک خصلت نہ ہوتی اس پر آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بندہ خدا
کونسی خصلت اس نے کہا کہ وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ بیت المال سے لیتے ہیں یہ سن کر آپ کے خیال
میں آیا کہ اگر آپ بیت المال سے وظیفہ نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لئے آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ
ان کے لئے کوئی ایسا سبب کر دے جس سے آپ اپنے اہل و عیال کا گزارہ کریں اور بیت المال (خزانہ شاہی)
سے آپ کو بے نیازی ہو جائے آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لوہے کو نرم کیا اور آپ کو صنعت
زرہ سازی کا علم دیا سب سے پہلے زرہ بنانے والے آپ ہی ہیں آپ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے وہ چار ہزار کو بکتی
تھی اس میں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر بھی خرچ فرماتے اور فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کرتے اس کا بیان
آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر کے ان سے فرمایا

۱۱۔ " کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ " کہ اس کے حلقے یکساں اور متوسط ہوں
نہ بہت تنگ نہ فراخ " اور تم سب نیکی کرو بے شک تمہارے کام دیکھ رہا ہوں"۔ (کنز الایمان۔ حاشیہ

۱۲۔ " اور ہوا کو ہم نے سلیمان کا تابع بنا دیا " صبح سے زوال تک اس کی رفتار ایک ماہ (کی مسافت کے برابر) تھی
بعد زوال سے غروب تک اس کی رفتار ایک ماہ (کی مسافت راہ کے برابر) تھی"۔ حسن نے کہا حضرت سلیمانؑ صبح
کو "دمشق" سے چلتے اور "اصطخر" میں قیلولہ کرتے تھے۔ ان دونوں مقاموں کے درمیان مسافت تیز سوار کی ایک
ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ پھر پچھلے دن میں اصطخر سے چل کر "بابل" میں رات کو قیام کرتے ان دونوں کی
درمیانی مسافت تیز سوار کی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صبح کا کھانا آپ "رے" میں
کھاتے اور شام کا کھانا "سمرقند" میں"۔ "اور ان کے لئے تانبہ کا چشمہ ہم نے بہا دیا تھا۔ القطر بمعنی
نحاس (تانبا) سیال تانبا حضرت سلیمانؑ کے لئے پانی کے چشمے کی طرح اللہ نے زمین سے نکال دیا تھا
اس لئے اس کو "عین القطر" فرمایا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ اہل تفسیر کا قول ہے کہ حضرت سلیمان کے لئے

اللہ نے تانبے کا چشمہ تین روز تک جاری رکھا اور یہ چشمہ یمن میں تھا۔ جس سے لوگ اس زمانہ میں فائدہ اندوز ہوتے تھے۔
"اور کچھ جن سلیمان کے پیش خدمت بحکم رب کام کرتے تھے" اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے عدول کرتا تھا
ہم اس کو بھڑکتی آگ سے سزا چکھاتے تھے (تفسیر مظہری)

۱۳۔ وہ سلیمان علیہ السلام کے لئے وہی کام کرتے جو وہ چاہتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بہت مضبوط محلات تیار کرتے تھے ان اعلیٰ اور مضبوط محلات کو محاریب سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ ان میں رہ کر دشمنوں کا مدافعہ کرتے تھے اور اعدائے دین سے جنگ لڑتے تھے * وہ ملائکہ و انبیاء کی صورتیں اس طریقے سے بناتے کہ ان میں کوئی رکوع میں ہوتے تو کوئی قیام میں کوئی سجدہ میں جیسا کہ ان کی عبادت کرنے کی عادت اور طریقہ تھا اور شریعت سلیمانی میں تصویر بنانا جائز تھا اور اس کا تصور باندھ کر عبادت کرنا بھی جائز تھا چنانچہ وہ سجدہ میں مختلف مجسمے بناتے مثلاً کوئی شیشے کا، کوئی تانبے کا وغیرہ کہ وہ لوگ انہی کے طرز پر عبادت کریں۔ مسئلہ (تصویر (فوٹو) بنوانا پہلی شریعتوں میں مباح تھا۔ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ میں اس کی اباحت منسوخ ہو گئی) * سلیمان علیہ السلام کے لئے شیاطین کھانے کے پیالے اور دیگر برتن بناتے تھے یہ بڑے حوضوں کی طرح ہوتا ہے * ہر وہ شے جس میں گوشت پکایا جائے * یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس لئے کہ یہ گفتگو ان کے قصے کے درمیان واقع ہے اور جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہے یا اس میں ان کی اولاد و اہلبیت ملے ہیں * عبادت کرو بوجہ شکر کرنے کے اس کے لئے جو میں نے تمہیں اپنے فضل و کرم اور دیگر نعمتوں سے نوازا ہے جیسے میری نعمتیں ظاہر ہیں ایسے ہی ان کا شکر کرنا بھی ظاہر ہونا چاہئے * میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں اشکور ہر اس بندے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت زیادہ شکر کرے قلب سے بھی اور زبان سے بھی بلکہ جمیع اعضاء سے شکر کی ادائیگی میں کوئی وقت (ضائع نہ کرے) ضائع نہ جانے دے لیکن تب بھی سمجھے کہ اس نے اپنے مالک و مولیٰ کی نعمتوں کا حق نہیں ادا کیا۔ اس لئے کہ توفیق شکر بھی ایک نعمت ہے پھر اس کا شکر کرنا ہوگا۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ۞ اَوِّبِی : تو رجوع ہو، تو لوٹ ۞ طَیْر : پرندے، پرندہ ۞ اَلَنَّا : ہم نے نرم کیا ۞
حدید : تیز، لوہا "حدید" لوہے کو بھی کہتے ہیں اور تیز ہر وہ چیز جو بذاتہٖ باریک ہو، خواہ باعتبار خلقت کے خواہ باعتبار معنی کے حدید کہلاتا ہے اس صورت میں یہ حدۃ سے جس کے معنی تیز ہونے کے ہیں ۞ سٰبِغٰت : کشادہ زرہیں
قَدِّرْ : مناسب اندازہ کے ساتھ بناؤ، کڑیوں کو حساب کے ساتھ بناؤ اور جوڑو ۞ سَرْد : کڑیاں جوڑنا ۞

الْغُدُوُّ : صبح صبح کو نکلنا، صبح کو پہنچنا یا فجر اور طلوع آفتاب کا وقت ۞ **شَهْرٌ** : مہینہ ۞ **رَوَاحُهَا** : اس کی شام کی سیر ۞ **أَسَلْنَا** : ہم نے بہا دیا ۞ **الْقِطْرِ** : پگھلا ہوا تانبا ۞ **عَيْنَ** : چشم، چشمہ ۞ **يَزِغْ** : مڑ جاتا، پھر جاتا، عدول کرتا ۞ **مَحَارِيبَ** : جمع محراب مفرد، محراب نسبتاً اعلیٰ اور اگلا مقام صدر البیت، محراب کہ سب سے اعلیٰ اور آگے ہوتا ہے۔ کوٹھیاں، مضبوط محل ۞ **تَمَاثِيلَ** : صورتیں، مورتیں، تصویریں تمثال کی جمع ۞ **جِفَانٍ** : لگن ۞ **جَوَابِ** : تالاب، حوض ۞ **قُدُورٍ** : ہانڈیاں، دیگیں ۞ **رَاسِيَاتٍ** : ایک جگہ دھری رہنے والی، چولھوں پر قائم رہنے والی ۞ **شَكُورُ** : بڑا شکر گزار ۞ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ۞ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بے شمار خصائص و انعامات سے مشرف فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی بہت ساری فضیلتوں سے سرفراز کیا ان میں سے ایک یہ کہ وہ چونکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، ذکر و تسبیح میں مشغول رہا کرتے تھے اور جب اپنی وجد آفریں آواز میں تسبیح کرتے تو وحوش و طیور آپ کے اطراف اکٹھا ہو کر آپ کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ کی تسبیح کرنے لگتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی فضیلت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خود رب العالمین نے حکم فرمایا کہ اے پہاڑو اور پرندو تم سب مل کر داؤد کے ساتھ ملکر حمد و تسبیح بیان کرو۔ اور اللہ رب العزت نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے لئے لوہے کو مانند موم نرم کر دیا ۞ اور ان سے ارشاد ہوا کہ کشادہ زرہیں بنائیں اور ان زرہوں کے حلقوں دائروں میں اس کا خیال رکھا جائے کہ آپس میں عمدگی کے ساتھ جوڑے جا سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلقین کو حکم ہوا کہ ہمیشہ اعمال صالحہ کرتے رہیں کہ تم جو کچھ کیا کرتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرما رہا ہے ۞ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو تابع فرمان کر دیا اور ان کے لئے پگھلے تانبے کا چشمہ جاری کیا اور جنوں کو ان کا مطیع بنا دیا جو بحکم رب تعالیٰ و اجازت ان کے سامنے مصروف کام رہتے اور جو سرتابی کرتا تو اس کے لئے دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوتا ۞ جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بناتے وہ جو آپ چاہتے یعنی بڑی پختہ عالیشان عمارتیں، مجسمے، وسیع لگن مثل حوض اور بڑی بڑی دیگیں جنھیں چولھوں پر جما دیا جاتا۔ آل داؤد کو ان نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہنے کا حکم ہوا اور واضح فرمایا کہ شکر گزار بندے بہت کم ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ
تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ
مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ 14 لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۚ
جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ
طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ 15 فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ
وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن
سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ 16 ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ 17

پھر جب ہم نے ان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے ان کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو ان کے عصا کو کھاتا رہا۔ جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے ○ (اہل) سبا کے لئے ان کے مقام بودوباش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔ اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشنے کو) خدائے غفار ○ تو انہوں نے (شکرگزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان کے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں ○ یہ ہم نے ان کی ناشکری کی ان کو سزا دی اور ہم سزا ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں ○

(۳۴/۱۴تا۱۷ * ت: ج)

۱۴۔ جنات غیب دانی کا دعویٰ کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ انسانوں پر اپنا رعب جماتے تھے اور انہیں طرح طرح کی ایسی باتیں بتاتے جن کا تعلق امورِ غیبیہ سے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کی حقیقت واضح فرما دی) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس وقت موت سے ہمکنار کیا جب وہ عصا پر ٹیک لگائے مصروفِ عبادت تھے آپ کی روح پرواز کر گئی لیکن آپ کا جسم مبارک عصا کے سہارے جوں کا توں کھڑا رہا۔ جنات جو آپ کے حکم سے بڑے کٹھن اور مشقت طلب کاموں میں جتے ہوئے تھے اور آپ کے خوف سے سستی نہ کر سکتے تھے وہ آپ کو کھڑا ہوا دیکھتے تو سمجھتے کہ آپ زندہ و سلامت ہیں ذرا غفلت برتی تو کھال ادھیڑ لیں گے۔ اسی طرح پورا سال گزر گیا۔ حکم الٰہی سے دیمک نے عصا کو چاٹنا شروع کر دیا۔ نیچے

ادھر تک اس کو کھوکھلا کرنے میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔ جب آپ کا بوجھ سہار نہ سکا تو ٹوٹ گیا اور آپ زمین پر نیچے آ رہے تب جنات کو پتہ چلا کہ حضرت کی موت سے انہوں نے اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا رکھا تھا وہ تو عرصہ وفات پا چکے تھے تو اب ان کے دعویٰ کی حقیقت فاش ہو گئی۔ اور وہ بھی جو جنات کے دعویٰ غیب دانی کو سچا سمجھ رہے تھے انہیں بھی پتہ چل گیا کہ یہ اپنے دعویٰ میں سراسر جھوٹے ہیں۔ (ضیاء القرآن)

۱۵۔ "بیشک سبا" سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے جد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کے نام سے ... کے لئے ان کی آبادی" جو حدود یمن میں واقع تھی "میں نشانی تھی" اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرنے والی۔ اور وہ نشانی کیا تھی اس کا آگے بیان آتا ہے۔ "دو باغ داہنے اور بائیں" یعنی ان کی وادی کے داہنے اور بائیں دور تک چلے گئے اور ان سے کہا گیا تھا "اپنے رب کا رزق کھاؤ" باغ ایسے کثیر الثمر تھے کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرہ لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے میووں سے اس کا ٹوکرہ بھر جاتا "اور اس کا شکر ادا کرو" یعنی اس نعمت پر اس کی طاعت بجا لاؤ"۔ "پاکیزہ شہر" یعنی آب و ہوا صاف ستھری سرزمین نہ اس میں مچھر نہ مکھی نہ کھٹمل نہ سانپ نہ بچھو ہوا کی پاکیزگی کا یہ عالم کہ اگر کہیں اور کا کوئی شخص اس شہر میں گزر جائے تو جو اس کے کپڑوں میں جوئیں ہوں سب مر جائیں۔ شہر سبا صنعا سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا (بقول حضرت ابن عباسؓ) "اور بخشنے والا رب" یعنی اگر تم رب کی روزی پر شکر گزاری کرو اور طاعت بجا لاؤ تو وہ بخشش فرمانے والا ہے"۔ (کنز الایمان)

۱۶۔ پھر انہوں نے شکر گزاری سے اعراض کیا بجائے طاعت و نیکوکاری کے کفر و بدکاری میں مبتلا ہو گئے۔ جب ان کا یہ حال ہوا تو * ہم نے ان پر بند کا پانی چھوڑا اور بند کو توڑ کر سخت رو آگیا جس سے سنگریزوں تلے دب گئے اور باغ جن میں انگور وغیرہ طرح طرح کے میوے تھے برباد ہو گئے۔ اور ان کے دو رویہ باغوں کے بدلے میں ہم نے ان کو دو رویہ کڑوے بے مزہ جھاؤ اور کچھ بیریوں کے درخت دیے یعنی ایسے نکمے درخت اگے * اثل جھاؤ بعض کہتے ہیں فراش۔ سدر بیری اور اس کی دو قسم ہیں ایک بیری جو باغوں میں لگائی جاتی ہے اس کے بیر عمدہ ہوتے ہیں اور دوسری جنگلی بیری اس کے بیر کسیلے اور بے مزہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

۱۷۔ معلوم ہوا کہ انسان ناشکری سے خود مصیبت منگا لیتا ہے (نور العرفان)

لغوی اشارے ○ دَآبَّةُ : جانور، چلنے والا، پاؤں دھرنے والا، رینگنے والا ○ مِنسَأَتَهٗ : اس کی لاٹھی کو ○ لَبِثُوا : رہے وہ ○ يَمِينٍ : دائیں سمت ○ شِمَالٍ : بائیں طرف ○ سَيْلُ : بہاؤ، سیلاب ○ عَرِمِ : تیز و تند، زوردار، سخت ○ خَمْطٍ : کسیلا، بدمزہ ○ اَثْلٍ : جھاؤ کا درخت ○ (ل

تفہیمی خلاصہ ○ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے موت کا فرمان جاری فرمایا تو ان کی روح کے پرواز کر جانے کا حال راز رہا کسی کو پتہ نہ چلا آپ جس عصا پر ٹیک لگائے استادہ تھے اسی طرح کھڑے رہے تھے جب دیمک نے آپ کے عصا کو اندر ہی اندر کھا کر کھوکھلا کر دیا تب ایک بار تنکے سے عصا ٹوٹا تب جنوں کو پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام رحلت پا چکے ہیں اب انہیں اپنے خوف لا تکلیف کا شدید احساس ہوا اور ان کے غیب جاننے والے دعوے کی قلعی کھل گئی ○ ملک سبا کے باشندگان کے لئے ایک نشانی تھی کہ ان کے شہر کے دونوں جانب دائیں اور بائیں دور دور یہ باغ تھے جن کے ثمرات کھانے اور شکر حق ادا کرنے کا موقع تھا کہ اس قدر عمدہ شہر اور بخشش فرمانے والا غفار مہربان ہے ○ لیکن وہاں کے باسیوں نے شکر حق ادا کرنے میں کوتاہی برتی کفران نعمت کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے غضب میں مبتلا کیا ان پر تیز و تند سیلاب آیا جس سے ان کے باغ برباد ہو گئے اور ان کی جگہ ایسے درخت دیے کہ جن کے پھل بدمزہ کڑوے کسیلے تھے ان میں کچھ جھاؤ کے تھے اور کچھ بیریوں کے ○ یہ سزا اسی ناشکری کی تھی اور اللہ تعالیٰ نعمت کے ناقدر شناس ناشکروں کو ایسی سزا دیتا ہے ○

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً
وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِينَ ۝ ۱۸
فَقَالُوا رَبَّنَا بَعِّدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ
أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُورٍ ۝ ۱۹ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ۲۰ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِم مِّن سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ
مَن يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
حَفِيظٌ ۝ ۲۱

اور ہم نے کر دی تھیں ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور انھیں منزل کے اندازے پر رکھا ان میں چلو راتوں اور دنوں امن و امان سے ۝ تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انھوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انھیں کہانیاں کر دیا اور انھیں پوری پریشانی سے پراگندہ کر دیا اس میں بے شک ابلیس نے انھیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا ۝ اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا مگر اس لئے کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ۝ (۳۴/۱۸ تا ۲۱ * ت: ک)

۱۸ ۔ جب وہ خوش حالی اور آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اس وقت اس علاقہ کی چہل پہل کا یہ حال تھا کہ یمن سے لے کر شام فلسطین تک سارا راستہ آباد تھا جگہ جگہ پر رونق بستیاں تھیں ایک شہر سے نکلے تو دوسرے شہر تک اونچے اونچے مکانوں کی منڈیریں دکھائی دینے لگتیں ابھی ایک شہر کی چہل پہل ختم نہ ہوتی تو دوسری بستی کی دلچسپیاں مسافروں کی توجہ کو جذب کرنے لگتیں ۔ "بینھم" سے مراد سبا کا علاقہ ہے ۔ "القری التی بارکنا" سے مراد شام و فلسطین کے قصبے اور شہر ہیں جن کو اللہ نے بابرکت کیا تھا ۔ ہم نے سفر کی منزلیں مقرر کر دی تھیں ۔ کوئی شب باشی کرتے تو کوئی دوپہر کا قیلولہ کرنے کے لئے ۔ ہر جگہ ہر طرح کا سامان راحت میسر آرام دہ سرائیں ، قیام و طعام خانے اپنے مہمانوں کے لئے چشم براہ ۔ یہاں دن ہو یا رات ہر مسافر امن و امان کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھ سکتا بے خوف ۔ (ضیاء القرآن)

۱۹۔ تو کہنے لگے اے رب ہمارے سفروں میں درازی کر دے۔ سفر کا مزہ نہیں ملتا۔ سفر میں دھوپ، پیاس
منزلوں، بیابان، دشمن اور درندے کا خوف نہ ہو تو کیا لطف سفر ہے۔ اور طرح طرح کی بدکاری بھی شروع کی۔
پھر ہم نے ان کو غارت کر دیا کہ صرف ان کے تذکرے افسانے قصے رہ گئے یعنی لوگوں کی زبان پر باتیں رہ گئیں
اور ان کو پریشان کر دیا ☆ اس میں صبر کرنے والوں شکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں اور عبرت ہے (تفسیر

۲۰۔ اور واقعتاً ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان بالکل صحیح پایا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب
کفر اختیار کر کے اسی کے راستے پر چلے سوائے ایمان والوں کی جماعت کے یا یہ کہ سب نے اللہ تعالیٰ کی
نافرمانی میں شیطان کی راہ اختیار کی مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے جو کہ جنت میں بغیر حساب و عذاب
کے داخل ہوں گے۔ (تفسیر ابن عباسؓ)

۲۱۔ حضرت ابن عباسؓ کے قول سلطان کا معنی حجت ہے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کے بس میں نہ تھا
وہ ان لوگوں کو مارتا پیٹتا اور نہ ہی اسے یہ اختیار تھا کہ وہ انہیں کسی چیز کے ارتکاب پر زبردستی مجبور کرتا
صرف دھوکہ، فریب، وسوسے اور جھوٹی امنگیں تھیں جن سے اس نے انہیں دعوت دی تو وہ اس کی
اتباع کرنے لگے ☆ فرمایا "ہم نے ان پر شیطان کو اس لئے مسلط کیا تاکہ واضح ہو جائے کہ کون قیامت، حساب
اور جزا پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور کون اس میں شک کرتا ہے" ☆ اس کی حفاظت اور نگرانی
کے باوجود وہ لوگ گمراہ ہو گئے جنہوں نے ابلیس کی اتباع کی اور اس کی نگرانی و نگہبانی کے طفیل پیغمبروں کی
فرمانبرداری کرنے والے اہل ایمان سلامتی پا گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارے ⊙ قُریٰ : کھلے ہوئے دیہات ⊙ اسفارنا : ہمارے سفر ⊙ مَزَّقْنٰا : ہم نے ٹکڑے ٹکڑے

تفہیمی خلاصہ ⊙ اللہ تعالیٰ نے آباد کر دی تھیں ان کے بیچ اور ان کی (برکت والی) بستیوں کے درمیان کتنی اور بستیاں اور راستوں
کے کناروں پر، آنے جانے والوں کے لئے منزلوں کا تقرر کر دیا کہ آمد و رفت کے لئے چلنے پھرنے کے واسطے
شب و روز جب چاہو اس کے ساتھ ⊙ بولے پروردگار ہماری مسافتوں میں دوری فرما دے گویا یہ کہ انہوں نے اپنی
جانوں پر زیادتی کی پھر ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا ان کی جمعیت بکھیر دی اس میں عبرت ہے صابر شاکر کے لئے ⊙
شیطان کا اگرچہ ان پر بس نہ تھا لیکن اس نے غلبہ کر دیا کہ ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون شک میں مبتلا ہے
تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے ⊙

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ ۲۲ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ
لَهٗ ط حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا لا قَالَ رَبُّكُمْ ط قَالُوا الْحَقَّ ج
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ۲۳ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ لا
وَاِنَّا اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۲۴ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ
يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ط وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝ ۲۶ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ
بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ط بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ۲۷

قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(اے رسولِ مکرّم) کہہ دیجئے جن کا اللہ کے سوا تم کو گھمنڈ ہے ان کو پکارو وہ نہ تو آسمانوں میں
ہی ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے خدا
کا کوئی مددگار ہے ۝ اور اس کے نزدیک کسی کی سفارش کچھ فائدہ نہیں دیتی مگر اس کو کہ جس
کے لئے اجازت دے یہاں تک کہ جب ان کے دل سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ
تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں سچی بات فرمائی اور وہ بڑا بلند مرتبہ ہے ۝ پوچھو وہ کون
ہے جو تم کو آسمانوں اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے کہہ دو اللہ اور ہم یا تم (دونوں میں سے)
ضرور ایک نہ ایک یا تو راہ راست پر ہے یا صریح گمراہی میں پڑا ہوا ہے ۝ کہہ دو ہمارے گناہوں
سے تم نہ پوچھے جاؤ گے اور نہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے ہم پوچھے جائیں گے ۝ کہہ دو ہم کو ہمارا
رب جمع کرے گا پھر ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دے گا اور وہ فیصلہ کرنے والا خبردار ہے
۝ کہو جن کو تم نے اس سے ملا رکھا ہے (شریک بنا کر) ایسے مجھے بھی تو دکھاؤ بلکہ وہی
اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝ (۳۴/۲۲ تا ۲۷ ✱ ت: ج)

۲۲۔ "تم فرماؤ" اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے کافروں سے "پکارو انہیں جنہیں
اللہ کے سوا "اپنا معبود" "سمجھے بیٹھے ہو" کہ وہ تمہاری مصیبتیں دور کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ
کسی نفع و ضرر میں "اور وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں
میں کچھ حصہ (ہے) اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار" (کنز الایمان حاشیہ)

۲۳۔ کفار (کہتے ہیں) قیامت کے روز یہ (معبودانِ باطل) ہماری شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت کے باعث ہم نجات پا جائیں گے ان کے اس گمان کا بطلان کیا جا رہا ہے کہ ان کا یہ خیال بھی سراسر بے بنیاد ہے قیامت کے دن ویسے نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا شفاعت کے لئے کھڑا ہو جائے گا بلکہ شفاعت کرنے صرف وہ آدمی لب کشائی کرے گا جس کو بارگاہِ الٰہی سے شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی اور فقط ان لوگوں کے لئے وہ شفاعت کرے گا جن کی شفاعت کرنے کا اسے اذن ملے گا۔ رہے تمہارے یہ اصنام تو انہیں سرے سے سفارش کرنے کا اذن ہی نہیں دیا ان کی کیا مجال کہ وہ شفاعت کر سکیں * قیامت کے جنہیں اذنِ شفاعت ملے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے جب مولا کریم اپنے فضل وکرم سے اذنِ شفاعت بخشے گا اور یہ خوف و ہراس دور ہوگا۔

۲۴۔ کفار کو لاجواب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان سے پوچھئے کہ تمہارے رزق کا بہم پہنچانے والا کون ہے۔ کفار کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ اگر یہ کہتے کہ ان کے اصنام یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو یہ سفید جھوٹ تھا اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو پھر شرک سے چپکے رہنے کے لئے ان کے پاس کوئی وجہ جواز باقی نہ رہتی اس لئے خود ہی حکم دیا "قل اللہ" یعنی آپ فرمائیے اللہ * اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ حق پر کون ہے۔ ہم یا تم۔ دلائل کس کی تائید کرتے ہیں عقلِ سلیم کا فیصلہ کس کے حق میں ہے اور تمہارے دل کیا کہہ رہے ہیں۔ قیاس استثنائی کی یہ بہترین شان ہے (ضیاء القرآن)

۲۵۔ ہر شخص اپنے گناہوں کا بوجھ خود اٹھائے گا۔ اب وقت ہے سمجھنے کی کوشش کرو اور اگر اس حقیقت کو جو سورج سے بھی روشن تر ہے سمجھ چکے ہو تو نادان بچوں کی طرح بے جا ہٹ اور ضد نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے

۲۶۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو میدانِ حشر میں جمع کرے گا اور ہمارے جھگڑے کا خود فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہتر اور کون فیصلہ کر سکتا ہے۔ کون سی بات ہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

۲۷۔ مجھے دکھاؤ وہ کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنتے ہیں یا جنہیں بنایا جاتا ہے۔ (الضیاء)

لغوی اشارے ○ مِثقال: ہم وزن ○ ظَہِیر: یاور، پشتیبان ○ فُزِعَ: ڈرانا، خوف دور
اَجرَمنَا: ہم نے جرم کیا ○ الفتّاح: بہت بڑا فیصلہ کرنے والا ○ اَرُونِی: تم مجھ کو دکھلاؤ ○ (ل)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝ ۲۸ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ۲۹ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ
يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ۳۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ
مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ ۳۱ قَالَ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ ۳۲

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو ۝ فرمایئے (اے منکرو!) تمہارے لئے وعدہ کا دن مقرر ہے۔ نہ تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ (ایک لمحہ) آگے بڑھ سکو گے ۝ کفار (اب تو) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش تم (وہ منظر) دیکھو جب یہ کھڑے کئے جائیں گے اپنے رب کے روبرو۔ اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کہیں گے وہ لوگ (جو دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے ۝ جواب دیں گے متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت (قبول کرنے) سے جب (نور ہدایت) تمہارے پاس آیا تھا۔ درحقیقت تم خود مجرم تھے ۝

(ض: ت * ۲۸ تا ۳۲/۳۴)

۲۸۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے عربی ہوں یا عجمی پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کی گئی کہ جہاں میرے امتی کو نماز کا وقت ہو نماز

پڑھے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کی گئیں اور مجھے مرتبۂ شفاعت عطا کیا گیا اور انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل مخصوصہ کا بیان ہے جن میں سے ایک آپ کی رسالت عامہ ہے جو تمام جن و انس کو شامل ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ کا ہے جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ (کنز الایمان حاشیہ)

۲۹۔ مسئلہ حشر کا بیان کہ وہ جو اس دن کو جھٹلاتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے وہ وقت مقرر ہے ضرور آئے گا پھر جلدی کرنے کا فائدہ ہے اس کے لئے کچھ تیاری کرو۔ (تفسیر حقانی)

۳۰۔ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ قیامت کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس وقت سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۳۱۔ اور اگر آپ ان کی اس وقت حالت دیکھیں گے تو ہولناک منظر آپ کو دکھائی دے گا جب ان ظالموں کو (حساب کے لئے) ان کے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا یعنی روکا جائے گا ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا۔ ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے

۳۲۔ وہ بڑے لوگ ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے (ہدایت کو ماننے اور ان پر عمل کرنے سے) تم کو زبردستی روک دیا تھا بعد اس کے کہ تم ہدایت کو پہنچ گئے تھے (نہیں) بلکہ تم خود قصوروار ہو اس آیت سے اس امر کو ثابت کیا کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں نے خود اپنے آپ کو ایمان سے روکا۔ بڑے کافروں کی پیروی اور اتباع کو اختیار کیا اور اس رسول کی متابعت کو ترک کیا جس کے دعویٰ کی تصدیق معجزات سے ہوتی تھی۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ○ مِیعَادُ : وقت وعدہ ○ مَوْقُوْفُوْنَ : کھڑے کئے گئے۔ ٹھہرائے گئے ○ اِسْتُضْعِفُوْا : وہ ضعیف سمجھے گئے۔ کمزور خیال کئے گئے ○ اِسْتَکْبَرُوْا : انہوں نے گھمنڈ کیا۔ انہوں نے غرور کیا ○ صَدَدْنٰکُمْ : ہم نے تم کو روک دیا ○ (لغات القرآن)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُ
اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَا
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
كٰفِرُوْنَ ۝ ۳۴ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝
۳۵ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۳۶ ع وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا
مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْ

اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہاری) رات دن کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم خدا سے کفر کریں اور اس کا شریک بنائیں اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں پشیمان ہوجائیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے۔ پس جو عمل وہ کرتے تھے انہی کا ان کو بدلہ ملے گا ۝ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے (خوشحال) لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں ۝ اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا ۝ کہہ دو کہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں ہاں (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور عمل نیک کرتا رہا۔ ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ خاطر جمع سے بالاخانوں میں بیٹھے ہوں گے ۝ (۳۴/۳۳ تا ۳۷ * ت : ج)

۳۳۔ اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی کافر ہوگئے تھے۔ اس میں وہ (فرقے) کفار بھی داخل ہیں جو پیروں کی وجہ سے کافر ہوئے اور وہ جاہل کفار بھی جو علم والے کفار کی وجہ سے بہک گئے۔ ان میں سے جو اونچے کھینچے تھے بلکہ رات دن کا داؤں تھا۔ یعنی تم رات دن بہکانے کی تدبیریں کرتے رہے اور ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ غرضیکہ کفار ایک دوسرے کے عیب کھولیں گے۔ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کردیں اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں۔ اس سے

دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ کا انکار، اللہ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر اللہ کے منکر نہ تھے
حضور کے منکر تھے مگر اسے اللہ کا انکار قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ کفار اپنے بتوں کو رب کے برابر
یا اس کی مثل سمجھتے تھے اس لئے مشرک ہوئے۔ اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب عذاب دیکھا۔ اس
سے معلوم ہوا کہ کفار اپنے پچھتانے کو چھپائیں گے مگر رب نے ظاہر فرما دیا۔ اور ہم نے طوق ڈالے ان
کی گردنوں میں جو منکر تھے۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمانوں کے گلے میں طوق نہ ہوں گے اگرچہ وہ دوزخ میں
جا کر کچھ سزا پائیں گے کیونکہ یہ طوق کفار کے لئے عذاب مقرر ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت
میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے۔ گلے میں طوق ہونا کافر کی علامت ہوگی۔ گلہ خالی ہونا مومن کی پہچان۔
غرض کہ گنہگار مومن کو دوزخ کی سزا عتاب کے طور پر ہوگی اور کافر کو عتاب و عذاب کے طریقہ پر (نور العرفان)

۳۴ ۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کفار کی تکذیب و
انکار سے رنجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی دستور رہا ہے اور مالدار لوگ اسی طرح
اپنے مال و اولاد کے غرور میں انبیاء کی تکذیب کرتے رہے ہیں (شان نزول) دو شخص شریک تجارت تھے
ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے
اور اس نے ملک شام میں حضور کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور اس سے حضور کا مفصل حال دریافت
کیا اس شریک نے جواب میں لکھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان تو کیا ہے
لیکن سوائے چھوٹے درجے کے حقیر و غریب لوگوں کے اور کسی نے ان کا اتباع نہ کیا جب یہ خط اس کے پاس پہنچا
تو وہ اپنے تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا کہ مجھے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
کا پتہ بتاؤ اور معلوم کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور
ہم سے کیا چاہتے ہیں فرمایا بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور آپ نے احکام اسلام
بتائے یہ باتیں اس کے دل میں اثر کر گئیں اور وہ شخص پچھلی کتابوں کا عالم تھا کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں حضور نے فرمایا "تم نے یہ کیسے جانا" اس نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبی
بھیجا گیا پہلے چھوٹے درجے کے غریب لوگ ہی اس کے تابع ہوئے یہ سنت الٰہی ہمیشہ ہی جاری رہی اس پر یہ آیت کریمہ نازل
(کنز الایمان)

۳۵۔ اور انہوں نے کہا ہم تم سے زیادہ مال و اولاد والے ہیں۔ یعنی اللہ نے یہ سب کچھ تم سے زیادہ ہم کو دے رکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں اس لئے جس بات کے تم مدعی ہو اس کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ اور ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا یعنی اول تو عذاب ثواب کچھ نہ ہوگا اور اگر عذاب ہوا تو ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ اللہ نے ہم کو عزت عطا کی ہے اس لئے آخرت میں ذلیل نہیں کرے گا۔ مشرکوں کے اس خیال کو رد کرنے کے لئے فرمایا۔

۳۶۔ آپ کہہ دیجئے بلا شبہ میرا رب جس کی روزی (دنیا میں بطور آزمائش) کشادہ کرنا چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی بطور امتحان تنگ کرنا چاہتا ہے اس کو روزی) نپی تلی دیتا ہے یعنی روزی کی تنگی فراخی تحقیر و اعزاز کا معیار نہیں ہے دنیا امتحان گاہ ہے دار الجزاء نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے احوال (دولت و افلاس کے لحاظ سے) مختلف ہوتے ہیں باوجودیکہ اوصاف و خصوصیات (علمی و جسمانی) ایک جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ (یعنی کافر) اس حقیقت کو نہیں جانتے اس لئے ان کا خیال ہے کہ مال و اولاد کی کثرت عزت افزائی کا موجب ہے (تفسیر مظہری)

۳۷۔ اور تمہارے اموال اور اولاد کی زیادتی ایسی چیز نہیں جو تمہیں درجہ میں ہمارا مقرب بنا دے البتہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک اعمال کرے تو اس کا ایمان و نیک اعمال اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب کر دیں گے سو ایسے لوگوں کے لئے جو انہوں نے حالت ایمانی میں نیکیاں کی ہیں ان کا دگنا صلہ ہے اور وہ بالاخانوں میں موت و زوال سے بے خوف ہوں گے۔ (تفسیر ابن عباسؓ)

لغوی اشارے ○ مَکْرٌ : خفیہ تدبیر، چال ○ اَنْدَادًا : مقابل، برابر ○ اَسَرُّ : اس نے چھپایا، ا
اَغْلَال : قیدیں، طوق، ہتھکڑیاں ○ اَعْنَاق : گردنیں ○ مُتْرَفُوْا : امیر، خوشحال، فارغ البا
عیش پرست لوگ ○ یَبْسُطُ : کشادہ کرتا ہے، وسیع کرتا ہے، فراخ کرتا ہے ○ زُلْفٰی : درجہ، مرتبہ ○ (

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ ٣٨ قُلْ
إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۗ وَمَا أَنْفَقْتُمْ
مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ ٣٩ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا
ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ ٤٠ قَالُوا سُبْحَانَكَ
أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ
فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا
عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ ٤٢

اور وہ جو ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے ۝ تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ۝ اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہاری پرستش کرتے تھے ۝ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ بلکہ وہ جنوں کی پرستش کرتے تھے ان میں اکثر انھیں پر یقین لائے تھے ۝ تو آج تم میں ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے ۝

(ک: ت * ۴۲ تا ۳۸ /۳۴)

۳۸۔ جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب میں کوشاں ہیں تاکہ ہمیں ہرا دیں * ان بدبختوں کو پکڑ کر عذاب الٰہی میں جھونک دیا جائے گا۔ وہ ادھر ادھر نہیں بھاگ سکیں گے۔ (ضیاء القرآن)

۳۹۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کی روزی کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرنا چاہتا ہے یعنی ایک ہی شخص کی روزی کبھی تنگ کرتا ہے کبھی فراخ کرتا ہے اس آیت میں ایک ہی شخص کی (مختلف زمانہ میں) روزی فراخ کرنے اور تنگ کرنے کا ذکر ہے اور سابق آیت میں دو شخصوں کے متعلق فرمایا تھا کہ ایک کی روزی فراخ کرتا ہے اور دوسرے کی روزی تنگ کرتا ہے * اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو اللہ اس کا عوض دے گا اور وہ سب سے اعلیٰ روزی دینے والا ہے۔ (تفسیر مظہری)

2469

۴۰ ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مشرکین کو سرِ عام شرمندہ اور لاجواب کرنے کے لئے فرشتوں سے سوال کرے گا جن کی صورتوں جیسے خود ساختہ بتوں کی یہ عبادت کیا کرتے تھے تاکہ وہ ان کے لئے قربِ الٰہی کا ذریعہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا "کیا تم نے انہیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا"۔

۴۱ ۔ فرشتے جواب میں یہ عرض کریں گے۔ تو اس سے پاک ہے کہ تیرے ساتھ کوئی اور معبود ہو۔ ہم تیرے فرمانبردار بندے ہیں اور ان سے ہم بیزار ہیں بلکہ یہ تو شیاطین کی پوجا کیا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے ہی ان کے لئے بت پرستی کو آراستہ کیا تھا اور اس طرح انہیں گمراہی پر ڈال دیا۔ ان میں سے اکثر شیطان پر ایمان رکھتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۴۲ ۔ غرض کہ قیامت کے دن فرشتوں اور جنات میں سے کوئی سفارش کرکے نہ ان کو نفع پہنچا سکے گا اور نہ ان سے عذاب ہی کو دور کر سکے گا اور اس روز ہم مشرکین سے کہیں گے کہ دنیا میں تم جس عذاب کو جھٹلایا کرتے تھے کہ وہ نہیں ہوگا اب اس کا مزہ چکھو۔ (تفسیر ابن عباسؓ)

لغوی اشارے ○ یَسْعَوْنَ: دوڑتے پھرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں ○ مُحْضَرُوْنَ: وہ لوگ جن کو حاضر کیا جائے گا ○ یَبْسُطُ: کشادہ کرتا ہے، فراخ کرتا ہے، وسیع کرتا ہے ○ یَقْدِرُ: وہ تنگ کرتا ہے ○ یُخْلِفُہٗ: وہ اس کو (اچھا) بدل دے گا ○ وَلِیُّنَا: ہمارا حامی، خبرگیراں ○ (لغات القرآن)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا
كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ ۚ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ ۴۳ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُو
وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ۝ ۴۴ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا
بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ ۴۵ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم
بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ
إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ ۴۶ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ
فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ ۴۷

اور جب ان کو ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ہے کیا مگر ایک ایسا شخص کہ جو تم کو اس کی عبادت سے روکنا چاہتا ہے کہ جس کو تمہارے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کیا ہے یہ قرآن مگر جھوٹ بنایا ہوا اور کافروں نے جب کہ حق ان کے پاس آگیا تو کہہ دیا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ٥ اور ہم نے ان (مشرکین عرب) کو کتابیں نہیں دیں کہ جن کو وہ پڑھتے اور نہ آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تھا ٥ اور ان سے پہلے لوگ جھٹلا چکے ہیں حالانکہ ان کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں دیا گیا جو ہم نے ان کو دیا تھا پھر انہوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا پھر کیسا عذاب ہوا ٥ کہہ دیجئے میں تم کو ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم خدا کے لئے دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر فکر تو کرو کہ تمہارے اس دوست کو کچھ جنون تو نہیں یہ تو صرف تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے پہلے متنبہ کرنے والا ہے ٥ کہو اس پر جو کچھ میں نے تم سے اجرت مانگی ہو تو وہ تمہارے پاس ہی رہے میری اجرت تو اللہ پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ٥

(۳۴/۴۳ تا ۴۷ * ت : ج)

۴۳ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں ان کے بے سروپا الزامات کا ذکر ہو رہا ہے یہ ان کی توہین کرنے کی کوشش ہے - اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں راہ حق سے بھٹکانا چاہتے ہیں - قرآن کریم کا نور تو ظلمت کدۂ عالم کو رشک طور بنا رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اگر معجزات دکھائے جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تو سحر مبین ہے ایسی الٹی کھوپڑی کے لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں (ضیا

2471

۴۴ ۔ "اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہ دیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں" اس سے معلوم ہوا کہ حجاز بلکہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر تشریف نہ لائے ۔ لوگ اولاً دینِ ابراہیمی پر تھے پھر اکثر مشرک ہو گئے جیسے آسمان پر سورج ہے وہاں کوئی دوسرا تارہ نہیں ۔ "اور نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا" حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد ۔ لہٰذا اصحابِ فترۃ کو صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا اور اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا اظہار ہے کہ زیادہ بگڑی جگہ پر مصلح کو بھیجا جاتا ہے۔

۴۵ ۔ "اور ان سے اگلوں نے جھٹلایا اور یہ اس کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا" یعنی کفارِ قریش کو قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ کے مقابلہ میں قوت مال اولاد عمر کا دسواں حصہ بھی نہ ملا تھا ۔ جب نبی کی مخالفت سے وہ قومیں تباہ ہو گئیں تو ان کفار کی کیا حقیقت ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طاقت کے مقابل جسمانی قوت بیکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا تعلق رب تعالیٰ سے ہوتا ہے ۔ "پھر انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا" ۔ (نور العرفان)

۴۶ ۔ حضور فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جو لوگ طوفانِ بدتمیزی برپا کیا کرتے تھے اور ناروا الزامات لگا کر سادہ لوح لوگوں کو متنفر کیا کرتے تھے انھیں کہا جا رہا ہے کہ ہم اس تنازعہ کا فیصلہ تم پر چھوڑتے ہیں کسی غیر کو یہاں حاکم بنانے کی ضرورت نہیں تم میری صرف ایک نصیحت مان لو وہ یہ ہے کہ تم دو دو مل کر یا اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر اس امر پر غور کرو کہ تم جو اپنے رفیق اور بچپن کے ساتھی کو مجنون کہتے ہو اس کی تمہارے پاس کوئی معقول وجہ بھی ہے۔ کیا تم نے انھیں مجنونوں کی طرح بے سروپا باتیں کرتے کبھی سنا ہے ۔ تم انہیں کتنا دق کرتے ہو کتنی اذیت پہنچاتے ہو اس کے باوجود کبھی یہ آپے سے باہر ہو کر تم سے دو بدو ہوئے ہیں کبھی انہوں نے ناشائستہ بات تک بھی کی ہے ۔ ان کا ہر کام مقصدیت اور معقولیت کا لاجواب نمونہ ہوتا ہے ان کا ہر عمل اتنا دلربا اور روح افزا ہوتا ہے ۔ ان کا ہر عمل اتنا دلربا اور روح افزا ہوتا ہے کہ قربان ہونے کو جی چاہتا ہے گفتگو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکمت کے موتی بکھیر رہے ہیں متانت، وقار، سچائی اور بردباری میں ان کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی ۔ کل تک تم بھی انہیں صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے ۔

اب تم ہی بتاؤ کہ ان میں کیا ایک کون سی تبدیلی آ گئی ہے کہ تم نے ان کے بارے میں اپنی رائے بدل لی ہے۔ ان امور میں اکیلے بیٹھ کر غور کرو یا اپنے ساتھی سے جس کو تم باشعور اور زیرک سمجھتے ہو انہیں بلا کر ان سے تبادلہ خیال کرو لیکن خدارا تعصب اور ضد کو ایک طرف رکھ دو۔ محض حق سمجھنے کے لئے اگر ایسا کرو گے تو یقیناً تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اللہ کا محبوب نہ مجنون ہے نہ اس پر آسیب کا اثر ہے۔ نہ یہ مفتری ہے اور نہ اس کے پیش نظر کوئی سیاسی مفاد ہے۔ یہ جو کچھ کر رہا ہے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے کر رہا ہے وہ تمہیں عذاب الٰہی سے بچانا چاہتا ہے۔ دل کی آنکھوں سے انہیں دیکھو انہیں پہچانو۔ ان کی قدر کرو۔ ان کے بروقت انتباہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ تم تو بڑے دور اندیش اور معاملہ فہم ہو۔ ایسی ناشائستہ حرکتیں تمہیں تو زیب نہیں دیتیں۔ (ضیاء القرآن)

۴۷۔ جب تم غور کرو گے تو یہ معلوم ہو گیا کہ میں دیوانہ نہیں اور یہ بھی ہے کہ میں تم سے کچھ مانگتا نہیں کہ میرا وعظ و پند کسی طمع دنیاوی پر محمول کیا جائے بلکہ میری اجرت اللہ کے ذمہ ہے جو ہر بات کو دیکھ رہا ہے پھر ایسے شخص کو جھوٹا کہنا اور اس سے نفرت کرنا کیسی بے عقلی کی بات ہے حقیقت میں جب کوئی واعظ محض دردمندی سے وعظ کرتا ہے اور دنیاوی طمع نہیں کرتا اس کا وعظ ضرور اثر کرتا ہے (تفسیر حقانی)

لغوی اشارے ○ يَصُدَّكُمْ : تم کو روک دے تم کو روکتا ہے ○ يَدْرُسُوْنَهَا : ان کو پڑھتے پڑھاتے ہوں ○ مِعْشَارَ : دسواں حصہ ○ نَكِيرِ : انکار ○ اَعِظُكُمْ : میں تم کو نصیحت کرتا ہوں ○ مَثْنٰى : مفرد مثانی جمع دو دو، دو کا جوڑ، گھٹنے کی جگہ ○ فُرَادٰى : اکیلے اکیلے، ایک ایک ○ (لغات القرآن)

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ج عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ
وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ ٤٨ عَلٰى نَفْسِيْ ج وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ
اِلَيَّ رَبِّيْ ٤٩ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ ٥٠ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ
قَرِيْبٍ ۝ ٥١ لا وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ج وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ ج ٥٢ وَقَدْ
كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ج وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ ٥٣ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ

فرما دیجئے: بے شک میرا رب (باطل پر) حق سے ضرب لگاتا ہے وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے ۝ (اے محبوب!) اعلان کر دیجئے حق آ گیا اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا ۝ فرما دیجئے (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا ہوں تو اس کا وبال میری جان پر ہو گا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو (محض) اس وحی کے باعث جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے بے شک وہ سب کچھ سننے والا بالکل نزدیک ہے ۝ کاش! تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوں گے، بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی پکڑ لئے جائیں گے ۝ اس وقت کہیں گے ہم ایمان لے آئے ان پر لیکن اب کیوں کر وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی دور جگہ سے ۝ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ان سے اس سے پہلے اور دور سے بن دیکھے یا وہ گوئیاں کرتے رہے ۝ اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ دل سے چاہتے ہوں گے جیسے ان کے ہم مشرب لوگوں کے ساتھ پہلے کیا گیا تھا وہ ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا ۝ (۳۴/۴۸ تا ۵۴ * ت: ص)

۴۸ ۔ "تم فرماؤ بے شک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے" اپنے انبیاء کی طرف "بہت جاننے والا غیبوں"

۴۹ ۔ "تم فرماؤ حق آیا" یعنی قرآن و اسلام "اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے" یعنی شرک و کفر مٹ گیا نہ اس کی ابتدا رہی نہ اس کا اعادہ مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ۔

۵۰ ۔ "تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا" کفار مکہ سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ گمراہ ہو گئے (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ؐ کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرما دیں

کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ میں بہکا تو اس کا وبال میرے نفس پر ہے " اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے " حکمت و بیان کی کہ یوں کہ راہ پانا اسی کی توفیق و ہدایت پر ہے انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں گناہ ان سے نہیں ہو سکتا اور حضور تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خلق کو نیکی کی راہیں آپ کے اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلالت منزلت و رفعت مرتبت کے آپ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت کی نسبت علی السبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ خلق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا منشاء انسان کا نفس ہے جب اس کو اس پر چھوڑ دیا جاتا اس سے ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق عز و جل و علا کی رحمت و موہبت سے حاصل ہوتی ہے نفس اس کا منشا نہیں۔ " بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے " ہر راہ پانے اور گمراہ کو جانتا ہے اور ان کے عمل و کردار سے باخبر ہے کوئی کتنا ہی چھپائے کسی کا حال اس سے چھپ نہیں سکتا عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو ان سے کفار نے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور اتنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے۔ انہوں نے کہا ہاں وہ مجھ پر غالب آ گئے قرآن کریم کی تین آیتیں میں نے سنیں اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں ہر چند کوشش کی محنت اٹھائی اپنی تمام قوت صرف کر دی مگر یہ ممکن نہ ہو سکا تب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔ (کنز الایمان)

۵۱ - (کاش تم دیکھو) جس وقت یہ کفار زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے اور ان کو موت آئے گی یعنی تمام ہی دھنسیں گے تو ان میں سے کسی کے نہ بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پیروں کے نیچے سے پکڑ لئے جائیں گے تو پھر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ (تفسیر ابن مبارک)

۵۲ - اور عذاب کو دیکھ کر کہیں گے ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے۔ اب انہیں ایمان کہاں سے یہ آسانی حاصل ہوتا۔ دور کے مکان سے اس لئے کہ ایمان دنیا میں قبول کرنا ضروری تھا اس لئے کہ دار التکلیف وہی تھا۔ اب وہ ان سے دور ہو گیا اب وہ اس سے گزر کے کرکے آخرت میں آ گئے ہیں۔ (روح البیان)

۵۳- اور اس سے پہلے (دنیا میں) انہوں نے (اللہ کا یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا قرآن کا یا عذاب کا) انکار کیا تھا۔ اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت کے بارے میں (معاملہ) بلا تحقیق شبہات کرتے تھے جو شخص ان دیکھی چیز پر دور سے تیر چلائے اور نشانے پر لگنے کا خیال کرنے لگے ایسے شخص سے ان کافروں کو تشبیہ دی ہے جو بلا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت کے معاملہ میں رائے زنی کرتے تھے۔

۵۴- اور ان میں اور ان کی مطلوب چیزوں میں آڑ کر دی جائے گی۔ "ما یشتھون" سے مراد ہے ایمان کا نفع، دوزخ سے نجات، دنیا کی طرف واپسی یا وہ تمام ماکولات و مشروبات وغیرہ مراد ہیں جو دنیا میں حاصل تھے اور جن کی طرف ان کی طبعی رغبت ہوگی * جیسا کہ ان کے ہم مشرب گروہوں کے ساتھ کیا جائے گا جو ان سے پہلے تھے کیونکہ یہ سب بڑے شک میں پڑے ہوئے تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ۞ يَقْذِفُ: وہ القا کرتا ہے ۞ عَلَّامُ: خوب جاننے والا ۞ يُبْدِئُ: وہ ایجاد کرتا ہے، تخلیق اول کرتا ہے ۞ يُعِيدُ: وہ دوبارہ پیدا کرے گا، لوٹائے گا ۞ ضَلَلْتُ: میں بہکا، میں گمراہ ہوا ۞ فَزِع: ڈر گیا، گھبرا گیا ۞ تَنَاوُش: لینا ۞ حِيلَ: حائل کر دیا گیا ۞ يَشْتَهُونَ: وہ چاہتے تھے ۞ أَشْيَاعِهِم: ان کے طریقے، ان کے ساتھی ۞ مُرِيبٍ: تردد میں ڈال دینے والا، تردد کرنے والا، بے چین کر دینے والا ۞ (لغات القرآن)